قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفَضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 28 دسمبر 2021ء | 23 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 28 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:310

ارشاد باری تعالیٰ

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقۡبِضُ وَیَبۡصُۜطُ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۴۶﴾

(البقرۃ:246)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرضۂ حسنہ دے تا کہ وہ اس کے لیے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ رزق قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا ذکر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نَعُوذُ بِاللّٰہِ، اللہ تعالیٰ کو انسانی پیسے کی ضرورت ہے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہ قرض مانگ رہا ہے۔ قرض کے ایک تو عام معنی ہیں جو ہم قرض کے لین دین میں استعمال کرتے ہیں، کسی سے ادھار لیا دیا لیکن اس کے لغوی معنی اچھے یا بُرے بدلے کے بھی ہیں۔ یہاں اس کے معنی ہوں گے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کا اس کو بہترین بدلہ دے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرنے یا دینے کا سوال اٹھتا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 8/ جنوری 2021ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری (قسط 25)
- رسول کریمؐ دور جدید کے لئے بھی اسوہ حسنہ ہیں
- ابابیل

فرمان رسول ﷺ

بخل سے بچو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا۔

(سنن ابو داؤد کتاب الزکاۃ باب فی الشح حدیث 1698)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

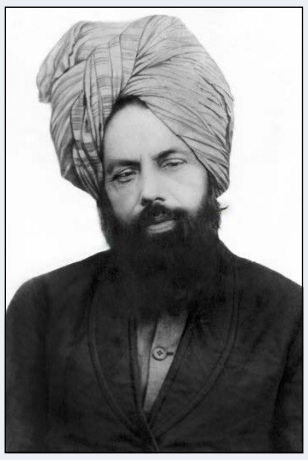

دو چیزوں سے محبت

’’یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی، صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد3 صفحہ 497 ایڈیشن 1989ء)

دربارِ خلافت

ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو کس طرح بہتر طریقے سے ادا کر سکتے ہیں؟

طلبہ کینیڈا کے ساتھ ورچوئل ملاقات میں ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور! میں پوسٹ گریجویٹ کا طالب علم ہوں۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ کس طرح ایک طالب علم خلافت , فیملی، تعلیم اور ذہنی و جسمانی صحت کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو بہتر رنگ میں ادا کرسکتاہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:آپ کا سوال یہ ہونا چاہیے کہ کس طرح ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے ادا کر سکتے ہیں؟

اس کے بعد حضور نے فرمایا: اگر آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے ادا کریں گے تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ خلافت کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو بھی ادا کر رہے ہوں گے۔ خلیفہ کیا کہتا ہے؟ یہی کہ آپ اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کریں۔ آپ خدا تعالیٰ سے قُرب پیدا کریں۔ پنجگانہ نماز ادا کریں۔ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کریں۔ قرآن میں موجود خدا تعالیٰ کے احکامات کو ڈھونڈیں اور پھر ان پر عمل کریں۔ قرآن کریم میں کون سے do’s and don’ts ہیں۔ کون سے کام کرنے والے ہیں اور کون سے کام ہیں جن سے بچنا چاہیے۔ یہ ہیں آپ کی ذمہ داریاں۔ دوسرے آپ کی تعلیم ہے۔ جب تک آپ طالب علم ہیں آپ کو محنت کرنا ہو گی۔ اپنے تعلیمی معیار میں کمال حاصل کریں۔ اس کے لیے آپ کو خوب محنت کرنا ہو گی۔ ایک اچھا روسی طالب علم دن میں 12 سے 13 گھنٹے پڑھائی کرتا ہے۔ کیا آپ بھی اسقدر وقت اپنی پڑھائی میں گزارتے ہیں؟ اگر نہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اس میں ابھی خلا ہے۔ آپ کو یہ خلا پر کرنا ہو گا۔ وہ طالب علم جو عمدہ کارکردگی دکھاتے ہیں وہ 12 سے 14 گھنٹے پڑھائی کرتے ہیں۔ آپ کو اپنا جائزہ لینا ہو گا کہ کیا آپ اتنی پڑھائی کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اس کا حق ادا نہیں کر رہے۔ پنجگانہ نماز پر آپ کے 2 گھنٹے لگتے ہیں اور اگر آپ نوافل بھی ادا کر رہے ہیں تو مزید ایک گھنٹہ یا 45 منٹ۔ پس یہ تقریباً 3 گھنٹے بنتے ہیں۔ آپ کے جسم کا بھی آپ پر حق ہے اور وہ یہ کہ آپ کو کم از کم 6 گھنٹے ضرور آرام کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ نماز کے لیے 6 جمع 3 ٹوٹل 9 گھنٹے بنتے ہیں۔ اگر آپ 3 گھنٹے نمازیں پڑھ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکامات بھی بجا لا رہے ہیں۔ اور اگر آپ 10 گھنٹے یا 11 گھنٹے پڑھائی کر رہے ہیں تو تب بھی یہ ایک Non believer کے 14 گھنٹے پڑھائی کے برابر بنتا ہے۔ یہاں سے آپ 3 گھنٹے بچا لیں گے۔ پس 9 گھنٹے جمع 10 گھنٹے انیس گھنٹے اور ڈیڑھ گھنٹے کھانے پینے کے لیے۔ 21 گھنٹے اور 30 منٹ ہو گئے۔ اور ایک گھنٹہ کھیل یا دوسری کسی تفریح کے لیے۔ اور پھر کچھ وقت اپنی فیملی کے ساتھ گپ شپ کے لیے۔ ایک گھنٹہ کافی ہو گا۔ تو یہ 22 گھنٹے اور 30 منٹ ہو گئے۔ پھر اپنے علم کو بڑھانے کے لیے، جنرل نالج کے لیے ایک گھنٹہ یا 30 منٹ۔ پس اس طرح آپ اپنے وقت کو Manage کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے وقت کو اس طرح Manage کریں گے کہ آپ اپنی تعلیم میں بھی excel کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کی بھی انجام دہی کریں گے تو اس کے نتیجہ یہ ہو گا کہ آپ خلافت، مذہب، جماعت اور weekends پر جماعت کے لیے یعنی خدام الاحمدیہ کے کاموں کے لیے بھی کچھ وقت نکال لیں گے۔ weekends پر اپنی فیملی کے لیے بھی کچھ وقت نکالیں۔ پس پانچ Working days کے لیے اور weekends کے لیے الگ الگ پلان بنائیں۔ اس طرح سے آپ اپنے وقت کو بہتر Manage بھی کر سکتے ہیں اور انصاف کر سکتے ہیں۔

(This week with Huzur 8/ اکتوبر 2021ء)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

لگیں گو سینکڑوں تلوار کے زخم
زباں کا ایک زخم اُن سے برا ہے

مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

خزاں آتی نہیں زخم زباں پر
یہ رہتا آخری دم تک ہرا ہے

مرا ہر ذرہ ہو قربانِ احمدؐ
مرے دل کا یہی اک مدعا ہے

ہمارے انبیاء کو گالیاں دو
پھر اس کے ساتھ دعویٰ صلح کا ہے

اسی کے عشق میں نکلے مری جاں
کہ یادِ یار میں بھی اک مزا ہے

محمدؐ کو برا کہتے ہو تم لوگ
ہماری جان و دل جس پر فدا ہے

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے

محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے
محمدؐ جو کہ محبوبِ خدا ہے

سنو اے دشمنانِ دینِ احمدؐ!
نتیجہ بد زبانی کا برا ہے

ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے

کساں کو اک نظر دیکھو خدا را!
جو بوتا ہے اسی کو کاٹتا ہے

اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے

نہیں لگتے کبھی کیکر کو انگور
نہ حنظل میں کبھی خرما لگا ہے

خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

(اخبار بدر جلد 6۔ 7/فروری 1908ء)

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 25

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

یہ سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ

(البقرہ:223)

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح پر خدا کے اولیاء میں داخل ہوجائیگا اور پھر اس پر کوئی خوف و حزن نہ ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ

(یونس:63)

خدا تعالیٰ نے اُن کو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اس لئے استغناء ایک شرط کے ساتھ ہے وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ

(بنی اسرائیل: 112)

یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ تھرک کر کسی کو ولی نہیں بناتا بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنالیتا ہے۔ اس کو کسی کی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے نہ صرف اس کی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اس کے اہل وعیال۔ اس کے احباب کے لئے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہانتک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دی جاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور اُن زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دی جاتی ہے جن میں وہ ہوتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ولی اللہ بننا ہی مشکل ہے بلکہ اس مقام کا سمجھنا ہی دشوار ہوتا ہے کہ یہ کس حالت میں کہا جاوے گا کہ وہ خدا کا ولی ہے۔ انسان انسان کے ساتھ ظاہرداری میں خوشامد کر سکتا ہے اور اس کو خوش کرسکتا ہے خواہ دل میں ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو۔ ایک شخص کو خیرخواہ کہہ سکتے ہیں مگر حقیقت میں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خیرخواہ ہے یا کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت و محبت کس رنگ سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ فریب اور دغا نہیں ہوسکتا۔ کوئی اس کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ جب تک سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ یک رنگ ہو کر خدا تعالیٰ کا نہ بن جاوے کچھ فائدہ نہیں۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا اجتبا اور اصطفا فطرتی جوہر سے ہوتا ہے۔ ممکن ہے گذشتہ زندگی میں وہ کوئی صغائر یا کبائر رکھتا ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اس کا سچا تعلق ہو جاوے تو وہ کل خطائیں بخش دیتا ہے اور پھر اس کو کبھی شرمندہ نہیں کرتا نہ اس دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ یہ کس قدر احسان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ جب وہ ایک دفعہ درگزر کرتا اور عفو فرماتا ہے پھر اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کرتا۔ اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پھر باوجود ایسے احسانوں اور فضلوں کے بھی اگر وہ منافقانہ زندگی بسر کرے تو پھر سخت بدقسمتی اور شامت ہے۔

برکات اور فیوض الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی صفائی کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے۔ جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں۔ چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ دل پر نظر ڈالے تو اس کے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق کا نہ ہو۔ جب یہ حالت ہو تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہوجاتا ہے۔ اس کے لئے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہئے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنا صدق دکھایا یا جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذلّت نہیں اُٹھاتا اور نہ تنگی رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کے فضل واحسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا بلکہ اس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ جو خدا تعالیٰ سے سچّا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اس کی ساری مرادیں پُوری کر دیتا ہے اسے نامُراد نہیں رکھتا۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 374- 377، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن)

نفس کے ہم پر حقوق

پھر میں اصل مطلب کو بیان کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔ عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبائع کا مَیلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے۔ بُزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے کہ ذرا سی سختی پر اپنے جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہے، اس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں۔ پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:35) اور اسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قویٰ زیادہ دیئے گئے ہیں۔ اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگلوں میں بھیج کر دیکھیں توسہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف۔ ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرضکہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی ہیں اس لئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے۔

یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عِفّت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذّات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہوسکیں تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے (جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسب حال تعلیم دیتا ہے) کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ (النور:31) کہ تو ایمان والوں کو کہدے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں

بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سُنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے (تعدد ازدواج اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو)

ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابیٔ بسیار۔

ہمیں افسوس ہے کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پر زور دیتے ہیں اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہیں حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوؤں پر ہے کہ اُس نے اُن کو تہذیب سکھلائی اور اس کی تعلیم ایسی ہے جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ خربتہ بہ گرچہ وزد آشنا است۔ یہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہے کہ اگرچہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جب اُن کو ذرا سی تحریک ہوئی تو جھٹ حدِ اعتدال سے اِدھر اُدھر ہو گئے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز نہ دخل دیا جاوے۔ ذرا اپنے دلوں میں غور کرو کہ کیا تمہارے دل راجہ رامچندر اور کرشن وغیرہ کی طرح پاک ہو گئے ہیں؟ پھر جب وہ پاک دلی تم کو نصیب نہیں ہوئی تو بے پردگی کو رواج دے کر بکریوں کو شیروں کے آگے کیوں رکھتے ہو۔ ہٹ اور ضد اور تعصب اور چڑ وغیرہ سے تم لوگ دیدہ دانستہ اسلام کے اُن پاکیزہ اصولوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو جن سے تمہاری عفّت برقرار رہتی ہے۔ عقل تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو نیک بات جہاں سے ملے وہ لے لیوے کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی ہے اور یہ اشیاء خواہ کہیں ہوں۔ آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہوں گی۔ اس لئے تم کو لازم ہے کہ اسلام کے نام سے چڑ کر تم نیکی کو ترک نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اگر اس کا ضرر ہے تو تم ہی کو ہے۔ ہاں اگر تم لوگوں کو یہ اطمینان ہے کہ سب کے سب بھگت بن گئے ہو اور نفسانی جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے اور قویٰ پر میشر کی رضا اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہیں کرتے تو پھر ہم تم کو منع نہیں کرتے۔ بے شک بے پردگی کو رواج دو لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہیں اور تم میں سے جس قدر لوگ لیڈر بن کر قوم کی اصلاح کے درپے ہیں اُن کی مثال سفید قبر کی ہے جس کے اندر بجز ہڈیوں کے اَور کچھ نہیں کیونکہ ان کی صرف باتیں ہی ہیں۔ عمل وغیرہ کچھ نہیں۔

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتدا میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے اور اس کی اصلاح کی حالتوں کے لحاظ سے اس کے چار نام مقرر کئے گئے ہیں۔ اوّل اوّل نفس زکیّہ ہوتا ہے کہ جس کو نیکی بدی کی کوئی خبر نہیں ہوتی اور یہ حالت طفلی تک رہتی ہے۔ پھر نفس امارہ ہوتا ہے کہ بدیوں کی طرف ہی مائل رہتا ہے اور انسان کو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے اور اس کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو۔ کبھی چوری کرتا ہے۔ کوئی گالی دے یا ذرا خلاف مرضی کام ہو تو اُسے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو تو گناہوں اور فسق و فجور کا سیلاب بہہ نکلتا ہے۔ دوسرا نفس لوّامہ ہے کہ اس میں بدیاں بالکل دُور تو نہیں ہوتیں مگر ہاں ایک پچھتاوا اور حسرت و افسوس مرتکب اپنے دل میں محسوس کرتا ہے اور جب بدی ہو جاوے تو اس کے دل میں نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور تدبیر کرتا ہے کہ کسی طرح گناہ سے بچے۔ اور دعا میں لگتا ہے کہ زندگی پاک ہو جاوے اور ہوتے ہوتے جب یہ گُناہ سے پوتّر ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نام مطمئنّہ ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت میں وہ بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دنیا اصل میں گناہ کا گھر ہے جس میں سرکشیوں میں پڑ کر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے۔ نفس امارہ کی حالت میں اس کے پاؤں میں زنجیریں ہوتی ہیں اور لوّامہ میں کچھ زنجیریں پاؤں میں ہوتی ہیں اور کچھ اُتر جاتی ہیں مگر مطمئنّہ میں کوئی زنجیر باقی نہیں رہتی کی سب اُتر جاتی ہیں اور وہی زمانہ انسان کا خدا تعالیٰ کی طرف پکے رجوع کا ہوتا ہے اور وہی خدا تعالیٰ کے کامل بندے ہوتے ہیں جو کہ نفس مطمئنّہ کے ساتھ دنیا سے علیحدہ ہوویں اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کر لے تب تک اُسے مطلق علم نہیں ہوتا کہ جنّت میں جاوے گا یا دوزخ میں۔ پس جبکہ انسان بلا حصول نفس مطمئنّہ کے نہ پوری پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے اور نہ جنّت میں داخل ہو سکتا ہے تو اب خواہ آریہ ہوں یا عیسائی کونسی عقلمندی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ نفس حاصل ہو وہ بھیڑیوں اور بکریوں کو اکٹھا چھوڑ دیویں۔ کیا ان کو امید ہے کہ وہ پاک اور بے شر زندگی بسر کر لیں گے۔ یہ ہے سِرّ اسلامی پردہ کا۔ اور میں نے خصوصیّت سے اُسے اُن مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں اور مجھے امید ہے کہ آریہ لوگ اس سے بہت کم مستفید ہوں گے کیونکہ ان کو تو اسلام کی ہر ایک بھلی بات سے چڑ ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 133-138، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

میں صرف اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکا لگا ہوا ہے۔ شاید اچھی طرح میری باتوں پر غور نہیں کی۔ اور وہ غلطی اور دھوکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہو جاوے تو اس قدر بے رحمی اور سرد مہری سے پیش آتے ہیں کہ جنازہ اُٹھانے والا بھی نہیں ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے یہ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یاد رکھو۔ تم میں اس وقت دو اخوتیں جمع ہو چکی ہیں۔ ایک تو اسلامی اخوّت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوّت ہے۔ پھر ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو یہ سخت قابلِ اعتراض امر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے مسافر اپنے گھروں میں ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے ہیں اور کافر کہتے ہیں اُن میں بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی۔ لیکن یہ سرد مہری کیوں ہوتی ہے؟ دو باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ افراط اور تفریط کا۔ اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی شکایت پیدا نہ ہو۔ جبکہ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ (العصر: 4) تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ (البلد: 18) کا حکم ہے تو پھر ایسے مُردوں سے گریز کیوں کیا جاوے؟ اگر کسی کے مکان کو آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ محض اس خیال سے کہ میں نہ جل جاؤں اس مکان کو اور اس میں رہنے والوں کو جلنے دے اور جا کر آگ بجھانے میں مدد نہ دے ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس میں کود پڑے کہ خود جل جاوے۔ ایسے موقعہ پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے میں اس کی مدد کرے۔

پس اس طریق پر یہاں بھی سلوک ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جابجا رحم کی تعلیم دی ہے۔ یہی اخوت اسلامی کا منشا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوّت قائم ہوا اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو۔ یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو اور قضا و قدر سے اُسے ماتم پیش آ جاوے تو دوسرا تجہیز و تکفین میں بھی اُس کا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جنگ میں شہید ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو میں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتے کہ وہ انکو چھوڑ کر چلے جاویں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسی وارداتوں کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اوّل تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہیں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے۔ ہاں جس قدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے اُس کے لئے بھی نصِّ قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہاں ایسا مرکز وبا کا ہو کہ وہ شدّت سے پھیلی ہوئی ہو۔ وہاں احتیاط کرے۔ لیکن اس کے بھی یہ معنے نہیں کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ انسان ایک میّت سے اس قدر بُعد اختیار کرے کہ میّت کی ذلّت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلّت ہو۔ آئندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہیں کرنا چاہئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں بھائی بنا دیا ہے تو پھر نفرت اور بُعد کیوں ہے؟ اگر وہ بھی

بقیہ صفحہ 9 پر

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ گھانا

رسول کریمؐ دورِجدید کے لئے بھی اسوہ حسنہ ہیں

آپ کی بیان کردہ الہامی صداقتیں فطری، ابدی اور ساری دنیا کے لئے قابل عمل ہیں

دورِجدید کے تمام کامیاب سماجی، معاشرتی، اقتصادی، سائنسی اور سیاسی ڈھانچے آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں

آج سے چودہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن عظیم کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنا عظیم الشان برہان اور نور نازل فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ نُوۡرًا مُّبِیۡنًا(النساء:175) تمام سابقہ انبیاء کی شانیں اور کمالات آپ کی ذات میں جمع کر دیئے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقۡتَدِهۡ(الانعام:91) سب سابقہ الہامی کتب کی تمام ابدی صداقتیں قرآن کریم میں اکٹھی کر دیں فِیۡهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ(البینۃ: 4) مہر ختم نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دی۔ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ(الاحزاب: 41) ایک کامل ابدی شریعت کا تاج آپ کے سر پر رکھا اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ (المائدہ: 4) ہر اسود و احمر کے لئے آپ کو مبعوث فرمایا وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا(سبا: 29) کا امتیازی نشان آپ کو عطا کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی کے ہر دور سے گزار کر ہر قسم ہر مرتبہ اور ہر عمر کے انسان کے لیے ہمیشہ کے لیے اسوہ حسنہ بنا دیا۔ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِهٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرًا(الفرقان:2)۔

آج کا انسان سوال کرتا ہے کہ کیا آپ اس دور جدید کے لئے بھی اسوہ ہیں تو خدا کہتا ہے کہ ہاں آپ ہر دور کے لئے نمونہ ہیں کیونکہ آپ کا دین اسلام دین فطرت ہے اور انسان کی فطرت نہیں بدلتی اور خالق کائنات نے انسان کی اس فطرت کو ملحوظ رکھ کر ابد الآباد تک کے لئے قرآن نازل کیا ہے یہی قائم رہنے والا دین ہے فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ (الروم: 31) اسی لئے اللہ نے آپ کی شریعت اور سنت کو دائمی زندگی بخش دی ہے وہ قرآن کی عملی تفسیر ہے جو ہر زمانہ میں غور وفکر کے ساتھ نئے جلوے دکھاتی رہے گی وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ(النحل: 45) وہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں انسانی فطرت کی گہرائیوں میں پیوست ہیں اور شاخیں ہستی باری تعالیٰ سے باتیں کر رہی ہیں کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ (ابراہیم:25) وہ نور مجسم ہے جو ہر تاریکی کو روشنی میں بدلتی رہے گی کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (ابراہیم: 2) انہی فضائل کے نتیجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ کاملہ قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیۡرًا (الاحزاب:22) یعنی تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

اس حقیقت کی ایک ناقابل تردید دلیل وہ عظیم سچائیاں ہیں جن کو انسان نے صدیوں کی محنت اور تجربے کے بعد تلاش کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے بیان کر دی تھیں وہ سچائیاں انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی۔ خاندانی بھی اور قومی اور بین الاقوامی بھی۔ آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں اور ذاتی زندگی سے شروع کرتے ہیں۔

صفائی اور دورِجدید کی تحقیق

انسان کے ہزاروں سال کے سفر کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کی انفرادی اور قومی ترقی کا آغاز صفائی سے ہوتا ہے جسم کی صفائی، ماحول کی صفائی اور خیالات کی صفائی۔ اور یہ سارے ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں سائنسدان کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں گندے ہاتھوں اور گندے منہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ 90 فیصد بیماریوں کے جراثیم منہ اور دانتوں میں پلتے ہیں صابن سے ہاتھ دھونے کی تحریک کے باعث دنیا میں ہیضہ کی بیماری میں 50 فیصد کی واقع ہوئی ہے اسی لئے ہر سال 15 اکتوبر کو ہاتھ دھونے کا عالمی دن منایا جاتا ہے اور دن رات میں کم از کم دو بار دانت صاف کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

ہمارے آقا و مولا عالمی رسول نے اپنے مذہب کی بنیاد صفائی اور نظافت پر رکھی ہے آپ نے فرمایا بنی الدین علی النظافۃ یعنی میرے دین کی بنیاد صفائی اور پاکیزگی پر ہے۔ (الشفا عیاض جلد اول ص39) اسلام پہلا اور واحد مذہب ہے جس میں صفائی کو ایمان اور شریعت کا حصہ بنایا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازوں کے لئے پانچ دفعہ وضو کا حکم دیا جس کے مرکزی اجزاء ہاتھ، منہ، چہرہ، ناک، کان، آنکھیں، بازو اور پاؤں ہیں۔ دن میں پانچ دفعہ وضو کرنے کے لئے بیسیوں دفعہ ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت کیلئے گراں نہ ہوتا تو میں دن میں پانچ دفعہ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (بخاری کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ حدیث نمبر 838) آپ صبح تہجد کے وقت بھی اٹھتے تو سب سے پہلے دانت صاف کرتے (بخاری کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ حدیث نمبر 840) اور وفات سے تھوڑی دیر قبل بھی آخری عمل مسواک تھا (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہ حدیث نمبر 4084) فرمایا اپنے گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھو۔ نظفوا افنیتکم۔ (ترمذی کتاب الادب باب فی النظافۃ حدیث نمبر 2723)

وبازدہ علاقے کے متعلق فرمایا کہ اس سے باہر نہ نکلو اور اگر باہر ہو تو اس کے اندر نہ جاؤ اِذَا سَمِعۡتُمۡ بِالطَّاعُوۡنِ بِاَرۡضٍ فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرۡضٍ وَاَنۡتُمۡ بِهَا فَلَا تَخۡرُجُوۡا مِنۡهَا (صحیح بخاری کتاب الطب باب فی الطاعون حدیث نمبر 5728) یہی بات آج سارے سائنس دان اور ساری حکومتیں کہہ رہی ہیں۔

اور پھر فرمایا وضو میں اپنے اعضاء کے ساتھ اپنے خیالات بھی پاک کرو اور دعا کرو کہ۔ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین۔ (ترمذی کتاب الطھارۃ باب مایقال بعد الوضوء حدیث نمبر 50) اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک صاف رہنے والوں میں سے بنادے۔

اس کو آج کا انسان positive thinking کہتا ہے فرمایا ان پاک خیالات کے ساتھ نماز پڑھو جو ورزش کے طور پر بھی نہایت اہم ہے اور جسم کے تمام اعضاء کے لئے اکسیر ہے۔ فرمایا نماز سے واپسی پر خدا کے دربار سے تمام انسانوں کے لئے سلامتی کا پیغام لے کر آؤ۔ دائیں جانب بھی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہو اور بائیں جانب بھی یعنی مشرق کے لئے بھی اور مغرب کے لئے بھی۔ انہی تحفوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر گھر میں داخل ہوتے ہیں۔

عائلی زندگی کے لئے نمونہ

آج کا انسان عائلی زندگی کے حوالہ سے بہت بدامنی کا شکار ہے رسول اللہ فرماتے ہیں خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَهۡلِهٖ، وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَهۡلِیۡ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل و عیال سے حسن سلوک کرنے والا ہوں۔

(ابن ماجہ کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء حدیث نمبر 1977)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کان ضحاکا بساما جب رسول اللہ گھر میں داخل ہوتے تو ہنستے مسکراتے کھلکھلاتے ہوئے داخل ہوتے۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود گھر کے کام کاج میں حصہ لیتے کپڑے اور برتن دھو لیتے صفائی کر لیتے جانوروں کا خیال رکھتے کوئی بلاتا تو لبیک کہہ کر مخاطب ہوتے یہ وہ گھر تھے جو جنت ارضی کا منظر پیش کرتے تھے

(طبقات ابن سعد جلد اول ص365۔مسند احمد حدیث نمبر 33756۔شفا عیاض باب تواضعہ)

ایک سفر میں آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ بھی آپ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھیں کہ اونٹ نے ٹھوکر کھائی اور دونوں پاک وجود گر گئے صحابی ابوطلحہؓ رسول اللہ کو سہارا دینے کے لیے دوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیک بالمرءۃ پہلے عورت کا خیال کرو۔ ابوطلحہؓ یہ سن کر منہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کے پاس آئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر ان دونوں کے لئے سواری کو درست کیا۔ اور رسول اللہ اور حضرت صفیہ اس پر سوار ہو گئے۔ (بخاری کتاب

الجہاد و السیر باب مایقول اذا رجع من الغزوہ حدیث نمبر 2856) پس ladies first کا جملہ جس پر مغرب فخر کرتا ہے اول اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا اور ضرب المثل بن گیا۔

میرا ہتھیار علم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے اصل ہتھیار تلواریں اور نیزے نہیں بلکہ علم میرا اسلحہ ہے العلم سلاحی (الشفا۔ عیاض جلد 1 ص 86) اور صحابہ کو ترغیب دیتے تھے اطلبوا العلم من المھد الی اللحد۔ (کشف الظنون جلد 1 ص 52) یعنی پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرتے رہو اور آپ یہ دعا بھی کرتے رہتے تھے کہ رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا یعنی اے میرے رب میرے علم میں اضافہ کرتا چلا جا (طٰہٰ:115) آپ نے اپنے ان پڑھ صحابہ کو بدر کے پڑھے لکھے قیدیوں سے علم حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا اور واضح کر دیا کہ علم سیکھنے سکھانے کے لیے کسی مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 2 ص 324 باب غزوہ بدر) اس طرح تعلیم بالغاں کا پہلا سکول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا پس آج جب سو سالہ معمر مرد اور عورتیں یورپ اور جاپان کے سکولوں میں جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا راہنما بنانے کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے (کشف الظنون جلد 1 ص 52) آج سے 70، 80 سال پہلے بھی دنیا میں چین کی کوئی وقعت نہ تھی مگر آج دنیا بھر کے لوگ چین سے سیکھ رہے ہیں اور چینیوں سے سیکھنے کے لئے ہزاروں طالب علم دنیا بھر میں چینی زبان سیکھ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اقرار کر رہے ہیں۔

کھانے کے متعلق ہدایات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل کھانے پینے کے متعلق نہایت اعلیٰ تعلیم عطا فرمائی آپ نے فرمایا حلال کھاؤ آپ نے خدا کے حکم سے صرف چند چیزوں کو حرام قرار دیا کیونکہ ان کے کھانے سے انسان کی روحانیت اور اخلاق اور جسم پر بہت برا اثر پڑتا ہے آپ نے فرمایا کہ حلال کے ساتھ طیب ہونا بھی ضروری ہے یعنی وہ چیز جو آپ کے موافق ہے پھر فرمایا کہ کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو۔ وَّکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا وَلَا تُسۡرِفُوۡا(الاعراف: 32)۔ پس وہ دنیا جو آج کل balanced food پر زور دیتی ہے دراصل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو خراج تحسین پیش کرتی ہے اور زبان حال سے کہتی ہے کہ آپ اس جدید دور کے لئے بھی اسوہ حسنہ ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے متعلق یہ بھی ہدایت دی کہ اچھی طرح بھوک لگ جائے تو پھر کھاؤ اور یہ بھی کہ پیٹ بھر کر نہ کھاؤ آپ نے کھانوں کے درمیان مناسب وقفہ کی تلقین کی آپ نے فرمایا کہ یہ فاقہ تمہیں جسمانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچاتا ہے آپ نے خدا کے حکم سے ایک ماہ کے روزے فرض کئے اور نفلی روزوں کی بھی تلقین فرمائی تھی آج غیر مسلم ممالک کی تحقیق یہ کہتی ہے کہ فاقہ کشی جسمانی نظام کے لیے نہایت ضروری ہے اس سے بہت سی بیماریاں ختم ہوتی ہیں اور انسانی جسم ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور روزہ کے اوقات کے مطابق کام کرتا ہے سال بھر میں تیس دن کی یہ ٹریننگ انسان کو حیات نو عطا کرتی ہے وہ ڈاکٹر جو مریضوں کو فاقہ کشی اور روزوں کی تلقین کرتے ہیں وہ رسول اللہ کو اپنا راہنما تسلیم کرتے ہیں۔

نیند کے لئے رہنمائی

رسول اللہ ﷺ نے جب سونے اور جاگنے کے آداب سکھائے تو پیٹ کے بل سونے سے بھی منع فرمایا (ترمذی کتاب الاستیذان باب کراہیۃ الاضطجاع علی البطن) گزشتہ 2 دہائیوں میں جو تحقیق دنیا بھر میں ہوئی وہ بتاتی ہے کہ پیٹ کے بل سونے سے دماغ کو آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے اور دماغ پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سال سے کم عمر بچہ اسی حالت میں فوت ہو جاتا ہے اور پوسٹ مارٹم میں کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی۔

قرآن کوئی سائنس کی کتاب نہیں اور نہ رسول اللہ کا دعویٰ طبعی علوم کے ماہر ہونے کا ہے مگر جوں جوں سائنس ترقی کر رہی ہے قرآنی اصولوں اور سنت مصطفوی ﷺ کی شان زیادہ نمایاں ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وہ فزکس کا میدان ہو یا کیمسٹری کا۔ معیشت کا ہو۔ آرکیالوجی کا ہو یا سماجی علوم کا۔ ہر شعبہ میں اسلام کی رہنمائی اور برتری نظر آتی ہے اور کوئی بات ایسی نہیں جو وقت سے پیچھے رہ گئی ہو۔ ہر نئی تحقیق اس امر پر مہر لگاتی ہے کہ یہ مذہب عالم الغیب خدا کی طرف سے ہے جس کی تمام انسانوں پر اور تمام جہانوں پر نظر ہے۔ آیئے کچھ اور مثالیں دیکھتے ہیں۔

سود کی مناہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کو حرام قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر تم سود سے باز نہیں آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ (البقرہ: 279-280) دنیا دو عالمی جنگوں اور بیسیوں علاقائی جنگیں کر کے اور مدتوں معیشت برباد کر کے سود کے خلاف پالیسی بنا رہی ہے اور سود کو کم سے کم کرتی چلی جا رہی ہے پس ماہرین معاشیات یہ گواہی دے رہے ہیں کہ خدا کا رسول سچا اور ہمارا رہنما ہے۔

سب انسان برابر ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ میرا یہ پیغام تمام انسانوں کو پہنچا دو کہ سب انسان بحیثیت انسان برابر ہیں کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں اور کسی قوم کو دوسرے پر کوئی برتری نہیں (مسند احمد جلد 38 ص 474 حدیث نمبر 23489) آپ نے غلاموں کو آزاد کر دیا اور نئے غلام بنانے سے منع کر دیا اور فرمایا عظمت کا معیار تقویٰ اور قابلیت ہے انہی کے بل پر سینکڑوں غلاموں نے مسلم معاشرے میں عزت پائی جن میں افریقن بلال بھی شامل تھے۔

دنیا نے لاکھوں غلام بنائے بیسیوں ممالک پر قبضہ کر کے غلامی کی نئی نئی شکلیں ایجاد کیں مگر آج انسانیت اعلان کرتی ہے کہ غلامی ناقابل قبول ہے وہ غلامی کی یادگاروں کو مٹا رہی ہیں اور غلامی سے منسوب پرانے ہیروز کے مجسمے گرا رہی ہے غلامی کی زنجیریں کٹ رہی ہیں اور قابلیت معیار بن رہی ہے۔

امور مملکت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قومی معاملات مشورے سے سر انجام دینے کا حکم دیا۔ اَمۡرُھُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَھُمۡ (الشوریٰ: 39) صحابہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی مشورہ کرنے والا نہیں تھا (سنن ترمذی کتاب الجہاد باب المشورۃ حدیث نمبر 1714)۔ بسا اوقات صحابہ کے مشورے کو اپنی رائے پر بھی مقدم کر لیتے آج انسان ہزاروں تجربات کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ نہ مطلق العنان بادشاہت بہتر ہے اور نہ فوجی ڈکٹیٹر شپ بلکہ سب سے بہتر جمہوری شورائی نظام ہے۔ پس آج دنیا بھر کی تمام پارلیمنٹیں اور تمام تھنک ٹینک Think Tank اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے آج بھی اسوہ حسنہ ہیں اور یہی خدا تعالیٰ کا انسانیت کے نام پیغام ہے قُلۡ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَۨا الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَھۡتَدُوۡنَ (الاعراف:159) اے محمد۔ کہہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور امی بھی۔ اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

امن عالم کا مسئلہ

آج کل انسان عالمی امن کے لیے پریشان ہے ہر وہ قدم جو امن کے لیے اٹھایا جاتا ہے وہ مزید بدامنی پیدا کرتا ہے اور یہ اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا جائے گا یہ تعلیمات مذہبی امن کے لحاظ سے بھی ہیں سیاست کے لحاظ سے بھی اور معاشی امن کے لحاظ سے بھی۔

مذہبی امن کے لئے تعلیمات اور نمونہ

مذہبی امن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ایک خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔ ہر شخص کو آزادی ہے جو مذہب چاہے اختیار کرے اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۟ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ

(الکہف: 30)

2۔ مذہب میں شامل کرنے یا نکالنے کے لیے طاقت کا استعمال منع ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ

(البقرہ: 257)

3۔ اسلام سے ارتداد پر دنیا میں کوئی سزا نہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَ لَا لِیَھْدِیَھُمْ سَبِیْلًا

(النساء:138)

4۔ ہر قوم میں نبی آئے ہیں اس لئے سب قوموں کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کی جائے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ

(الرعد: 8)

5۔ دوسروں کے مقدسین اور جھوٹے معبودوں کو بھی برا بھلا نہ کہا جائے۔ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ

(الانعام:109)

6۔مشترک عقائد کی بنیاد پر تعاون کی دعوت دی جائے۔ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ

(آل عمران: 65)

7۔ بلا لحاظ مذہب و دشمنی عدل کیا جائے وَ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی

(المائدۃ:9)

8۔ امن کے قیام کے لیے بلا امتیاز تعاون کیا جائے فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ

(التوبۃ: 5)

9۔غیروں کی خوبیوں کا بھی کھلے دل سے اعتراف کیا جائے وَ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْہُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّہٖٓ اِلَیْکَ

(آل عمران: 76)

10۔ جو غیر مذہب کے لوگ امن سے رہنا چاہتے ہیں ان کے خلاف کوئی جنگی کارروائی نہ کی جائے لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْھُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَیْھِمْ

(الممتحنۃ: 9)

رحمۃ للعالمین کا نمونہ

ان عظیم اصولوں کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ حسب ذیل ہے

عام تمدنی اور معاشرتی تعلقات میں کسی قوم کا فرق نہیں کیا سب کو سلام کرتے تھے

(بخاری کتاب الاستیذان)

غیرمسلم مہمان کو سات بکریوں کا دودھ پلایا اور اپنے اہل خانہ کو بھوکا رکھا

(ترمذی کتاب الاطعمہ)

یہودی عورت کی دعوت بھی قبول کی جس نے کھانے میں زہر ملا دیا تھا

(السیرۃ الحلبیہ)

ایک یہودی مخیریق کے باغ کا تحفہ بھی قبول کیا

(روض الانف جلد 2 ص 143)

یہودی بیمار نوجوان کی عیادت بھی کی

(بخاری کتاب الجنائز باب عیادۃ المشرک)

یہودی کے جنازہ کے لئے احتراماً کھڑے ہو گئے

(بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازۃ الیہودی)

بدر میں مقتول دشمنوں کو دفن کرایا

(بخاری کتاب المغازی)

خندق میں ہلاک ہونے والے سردار نوفل کی لاش کو واپس کرنے کے لئے کفار نے دس ہزار درہم کی پیشکش کی مگر آپ نے بغیر کسی رقم کے واپس کر دی

(سیرۃ ابن ہشام جلد 3 صفحہ 273)

ابولہب اور عتبہ جیسے پڑوسی کی ایذاءوں پر صبر کیا (طبقات ابن سعد)

یہودیوں سے لین دین اور قرض کا سلسلہ بھی جاری رہا اور بوقت وفات بھی آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی (بخاری کتاب المغازی) مخالفین، بدوؤں اور یہودیوں کی سختی اور بدتمیزی بھی برداشت کی۔متعدد واقعات ہیں۔

معاہدہ حلف الفضول کی پابندی کرتے ہوئے ایک غیرمسلم اراشی نام کے لیے جانی دشمن ابوجہل کے پاس گئے اور قرض واپس دلوایا۔

(السیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد اول صفحہ 469 قصۃ الاراشی دار احیاء التراث العربی بیروت)

ایک قتل کے مقدمہ میں مسلمانوں کے مقابلہ پر یہودیوں کے حق میں فیصلہ کیا

(بخاری کتاب الجھاد)

مدینہ کے دو یہودی قبیلوں بنو قینقاع اور بنو نضیر کو ان کے جرائم کی پاداش میں جلا وطن کیا تو سارا سامان ساتھ لے جانے کی اجازت دی گئی حتیٰ کہ ان کے وہ بچے بھی جو نذر کے طور پر یہودی بنائے گئے تھے اور درحقیقت یہودی نہ تھے وہ بھی ساتھ لے گئے

(ابو داؤد کتاب الجھاد)

جرائم کی بیخ کنی اور عفو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جرائم کے بارے میں فرمایا کہ ظلم کا بدلہ اسی کے برابر ہے مگر جو معاف کرے اور اصلاح کی نیت رکھے اس کا اجر اللہ کے پاس ہے یعنی جہاں سزا دینے سے اصلاح ہو سزا دو اور جہاں عفو کرنا بہتر ہو وہاں عفو کرو وہاں ترجیح عفو کو دو جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (الشوریٰ:41) فرمایا۔ ہر سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور انسانوں کے اعمال خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ تو شرک سے بیزار تمام لوگوں کو خدا کی مغفرت کی چادر ڈھانپ لیتی ہے۔سوائے ان لوگوں کے جن کے درمیان عداوت اور دشمنی ہو۔ ان کا معاملہ مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سب صلح کر لیں۔تب ان کی گمشدہ جنت انہیں واپس کر دی جاتی ہے اور دو ناراض بھائیوں میں سے زیادہ بہتر اور رضاء الٰہی کا مورد وہ ہوتا ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے اور صلح کے لئے قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کی جنت زیادہ شاداب ہوتی ہے۔ (مسلم کتاب البر باب النھی عن الفشاء حدیث نمبر 4652) اس سے بڑھ کر انسان کو کون سی تعلیم درکار ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عفو و کرم سے دل جیت لئے اور صدیوں کے دشمنوں کو اپنا جانثار بنا لیا

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو معاف کر کے مکہ میں اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت دی تو اس نے اسلام قبول کیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے آج تک آپ کی مخالفت میں اپنا جتنا مال خرچ کیا ہے۔ اب میں اللہ کی راہ میں بھی اس سے دگنا خرچ کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور جتنی لڑائیاں خدا کی مخالفت میں لڑیں اس سے دگنی خدا کی راہ میں لڑوں گا۔

وہ جو کترا کے گزرتا تھا مرے سائے سے
اب وہی شخص مرے نقش قدم ڈھونڈتا ہے

عفو کے اس نظارہ نے عکرمہ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی عزت کی ایسی شمع روشن کی کہ ساری عمر میدان جہاد اور تلافی مافات میں گزاری اور اپنے کردار میں ایسی تبدیلی کی کہ قرآن کریم سے والہانہ عشق پیدا کیا اور قرآن کریم کو سینہ پر رکھ کر کلام ربی، ھذا کتاب ربی، یہ میرے رب کا کلام ہے کہہ کر زار زار رویا کرتے تھے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بھی نہایت دلگداز ہے۔ جنگ یرموک میں زخموں سے چور جاں بلب تھے کہ ایک شخص پانی لے کر آیا۔جس کے چند گھونٹ ممکن تھا کہ انہیں زندگی عطا کر جاتے مگر انہوں نے دیکھا کہ قریب ہی ایک اور زخمی پڑا ہے تو انہوں نے پانی لانے والے سے کہا پہلے اسے پلاؤ مگر جب وہ شخص اس کے پاس پہنچا تو اس نے آگے اشارہ کر دیا مگر آخری مجاہد اس دوران جام شہادت نوش کر چکا تھا واپس پلٹا تو پہلے دونوں مجاہد بھی خدا کے حضور حاضر ہو چکے تھے۔ ایثار کی یہ اعلیٰ ترین مثال قائم کرنے والوں میں ایک حضرت عکرمہ بھی تھے

(مستدرک حاکم کتاب مناقب الصحابہ مناقب عکرمہ جلد 3 صفحہ 270 تا 272)

سیاسی امن کے اصول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاسی امن کے رہنما اصول بھی قائم فرمائے۔ قرآن کہتا ہے کہ جب دو قومیں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ اور اگر صلح کے بعد پھر کوئی دوسرے پر زیادتی کرے تو سب مل کر اس کے خلاف جنگ کریں حتیٰ کہ وہ باز آ جائے تو پھر عدل اور انصاف کے ساتھ صلح کراؤ اور اپنے مفادات نہ دیکھو بلکہ انسانیت کا فائدہ دیکھو (الحجرات:10)

اس آیت میں ایک عالمی اقوام متحدہ کا تصور پیش کیا گیا ہے جس میں سب قومیں برابر کا حق رکھتی ہیں کوئی بڑا اور چھوٹا نہیں سب انصاف کے قیام کے لئے اکٹھے ہیں اگر دو قوموں میں لڑائی ہو جائے تو باقی سب صلح کرانے کے لیے مستعد ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی اس عہد کو توڑے تو باقی سب مل کر اسے صلح پر مائل کر کے چھوڑتی ہیں یہ آیت اقوام متحدہ کی ناکامی کی وجہ بھی بیان کرتی ہے اسلام کسی نسلی اور قومی برتری کا قائل نہیں سب کو برابر قرار دیتا ہے اور اپنے گروہی مفادات کے لیے ویٹو پاور کو غلط قرار دیتا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1924 میں انگلستان کا دورہ کیا تو

اس وقت لیگ آف نیشنز قائم تھی آپ نے انگلستان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم سب کو برابر کے حقوق نہیں دو گے تو لیگ ناکام ہو جائے گی اور جب 1945 میں یونائیٹڈ نیشنز قائم ہوئی تو حضور نے پھر متنبہ کیا اگر تم نے اسے قرآنی اصولوں پر قائم نہیں کیا تو یہ بھی انصاف کے قیام میں ناکام ہو جائے گی۔

آج 75 سال کے بعد یونائیٹڈ نیشنز کئی معاملات میں مفید ہونے کے باوجود اپنے بنیادی مقاصد میں بری طرح ناکام ہے دنیا میں فتنے اور فساد اسی طرح جاری و ساری ہیں اور مظلوم بلبلا رہے ہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دوروں اور تقریروں اور پیس سمپوزیم میں خطابات اور عالمی لیڈروں کے نام خطوط میں بار بار یاد دہانی کراتے رہتے ہیں کہ اگر بڑی طاقتیں مل کر ظالم کا ہاتھ نہیں روکیں گی تو پھر انسان کا خون بہتا رہے گا اور اسی خون میں یہ بڑی طاقتیں بھی ڈوب جائیں گی۔

سیاسی امن کے لئے رسول اللہ کے معاہدات بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ جب آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مسلمانوں اور یہود کے مابین امن کا معاہدہ ہوا اور اس کے آغاز میں لکھا گیا کہ مسلمان اور یہودی (سیاسی لحاظ سے) امت واحدہ ہیں سب مل کر رہیں گے اور مل کر دشمن کے حملہ کا جواب دیں گے۔

(عہد نبوی کا نظام حکمرانی ص 99۔ از ڈاکٹر حمید اللہ)

اس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ایک ملک کے تمام شہری اپنے حقوق اور فرائض کے لحاظ سے برابر ہیں اور مذہب کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں ہو گا آج تمام قومی ریاستوں کی بنیاد اسی فارمولے پر ہے اور وہی ملک کامیاب اور امن سے ہیں جو سب شہریوں کے ساتھ بلا تمیز رنگ و نسل معاملہ کرتے ہیں۔

بے لاگ انصاف

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاف کے قیام کا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ وہ انصاف کے معاملہ میں امیر اور غریب میں فرق کرتی تھیں خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو دوسروں کی طرح وہ بھی سزا کی مستحق ہوتی اور کسی کی سفارش اس کے کام نہ آتی۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب۔ ذکر اسامۃ حدیث نمبر 3799)

آپ نے اپنی ذات کو بھی کٹہرے میں کھڑا کر دیا اور وفات سے کچھ عرصہ قبل فرمایا کسی نے مجھ سے بدلہ لینا ہو تو وہ لے لے ایک صحابی کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ایک جنگ میں صفیں درست کرتے ہوئے آپ کے نیزے کی نوک مجھے لگ گئی تھی بدلہ چاہیے رسول اللہ نے فرمایا آؤ بدلہ لے لو اس نے کہا میرے جسم پر اس وقت کپڑا نہیں تھا آپ نے جسم سے کپڑا اٹھا دیا تو اس صحابی نے آگے بڑھ کر آپ کا جسم چوم لیا اور کہا یا رسول اللہ آپ سے تو بے انصافی ناممکن ہے اور کسی کا بدلہ لینا بھی ناممکن ہے میں تو صرف یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح آپ کے جسم مبارک کو بوسہ دے لوں (مجمع الزوائد جلد 9 ص 27۔ کتاب علامات النبوۃ باب فی وداعہ)۔ وہ جو حقیقی انصاف قائم کرتے ہیں ان کے جسم اسی طرح چومے جاتے ہیں اور ان کی روحوں کی اسی طرح تعریف کی جاتی ہے پس انسانی حقوق کی تنظیمیں اور انصاف کے عالمی ادارے بھی رسول اللہ کی عظمت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

اعلیٰ اخلاق کا قیام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں اعلیٰ اخلاق کو بھی ان کی معراج تک پہنچانے آیا ہوں إنما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق (مسند البزار جلد 15 ص 364 حدیث نمبر 8949) اور آپ نے جو اخلاق انسان کو سکھائے آج وہی دنیا میں عزت کے قابل سمجھے جاتے ہیں اور آپ نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ اخلاق کی ایک لمبی فہرست ہے جو قرآن کریم اور آپ کی سنت سے ظہور پذیر ہوئی جن میں سچائی، امانتداری، پڑوسیوں سے حسن سلوک، انسانیت کی فلاح، معاہدات کی پابندی اور دوسرے بیشمار اخلاق شامل ہیں انہی اخلاق کی پابندی کر کے انسان ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

پیشگوئیوں کی دنیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا تو ایک الگ جہان ہے آپ کی پیشگوئیاں چودہ سو سال سے پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں آج بھی جب دجال کے ہوائی جہاز ہوا میں اڑتے ہیں تو وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ خلاؤں پر بھی محمد مصطفی ﷺ کی حکمرانی ہے اور جب وہ جہاز سمندروں کو پھاڑتے ہیں تو وہ بھی یہی اعلان کرتے ہیں اور جب سطح زمین پر تیز رفتار سواریاں چلتی ہیں تو وہ بھی محمد مصطفی ﷺ کی عظمت کا اعلان کرتی ہیں۔ مسلم امہ کا زوال اور عیسائیت کا عروج۔ پرانے ذرائع سفر کا متروک ہونا اور جدید سواریوں کا استعمال، انسانوں کا امت واحدہ اور زمین کا گلوبل ولیج بن جانا۔ ان سب امور کی پیشگوئیاں قرآن اور فرمودات رسول ﷺ میں موجود ہیں اور ہر پیشگوئی اس دور کے انسان کو یاد کراتی ہے کہ یہ رسول اس زمانہ کے لئے بھی رہنما اور اسوہ حسنہ ہے۔

دانشوروں کا اعتراف

دنیا کے غیر متعصب دانشور اور اہل علم رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں اور ان کا ایک لمبا سلسلہ ہے۔ انگلستان کے مشہور مفکر برنارڈ شا نے لکھا تھا

مجھے یقین ہے کہ محمد جیسا انسان آج کی جدید دنیا کو مطلق العنان حکمران کے طور پر مل جاتا تو وہ دنیا کے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہو جاتا اور انسانیت کو مطلوب امن اور خوشحالی کی نعمت نصیب ہو جاتی۔

(Muhammad and Teachings of Quran by John Devenport page 127)

یہ تلاش اور خواہش اس قرآنی پیشگوئی کے عین مطابق ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ خدا تجھے مقام محمود پر فائز کرے گا عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا (بنی اسرائیل: 80) یعنی مشرق سے مغرب تک تیری تعریف ہو گی اور ہر فرد بشر تجھے اپنا رہنما تسلیم کرے گا۔

سب گواہی دو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں اسی زمانہ کی خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جائے چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو......... اے سننے والو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 9)

آج وہ حق اور نور ظاہر ہو رہا ہے اور اہل مغرب لفظوں میں اقرار کریں یا نہ کریں ان کے عمل یہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ ہر نیک اور پائیدار عمل میں رسول اللہ ہی کی پیروی کر رہے ہیں اور جہاں جہاں ناکام ہیں وہی مقامات ہیں جہاں وہ رسول اللہ ﷺ کے راستے سے ہٹے ہیں وہ وقت بھی آئے گا جب وہ منہ سے بھی رسول اللہ کی صداقت کا اقرار کریں گے اور آپ پر درود بھیجیں گے ہمارا کام تو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں یہ پیغام دینا ہے کہ اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفی ﷺ ہے۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 ص 141)

ہم پہاڑوں کی بلندی سے پڑھیں گے قرآں کفرو الحاد نگوں سار نظر آئیں گے

اتنی رفعت پہ محمد کا رکھیں گے پرچم اس کے سائے میں جہاندار نظر آئیں گے۔

بقیہ: کتاب تعلیم کی تیاری...... از صفحہ 4

مرے گا تو اس کی بھی کوئی خبر نہ لے گا اور اس طرح پر اخوت کے حقوق تلف ہو جائیں گے۔

خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکّل بھی کوئی چیز ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزوں سے بچ سکتے ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنا لے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں وہ پرہیز نہیں کرتے؟ میں نے سُنا ہے کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ نرا پرہیز کچھ چیز نہیں جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے کب تک جاری رہے لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (الرعد: 12)۔ اللہ تعالیٰ کسی حالت میں قوم میں تبدیلی نہ کرے گا جب تک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سُن کر یوں تو ہر شخص جواب دینے کو تیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ استغفار بھی کرتے ہیں۔ پھر کیوں مصائب اور ابتلا آ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اَور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہیئے اگر تولہ کی بجائے ایک بُوند استعمال کی جاوے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکے گا؟ اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے۔ جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں وہ اُوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنّت اللہ ہے جس کو ہم بدل نہیں سکتے۔ پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلّے باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ ہو گا۔ پرہیز کرو جہاںتک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوّت اور ہمدردی نہ اُٹھ جاوے اور اُس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچّا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مُردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کی طرح ہی ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ نے صوم وصلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسی طرح اس کو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا ابھی یہ مطلب نہیں ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوّت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ میں داخل ہو اور اُس کو یوں چھوڑ دیا جاوے جیسا کُتّے کو یہ بڑی غلطی ہے۔ جس زندگی میں اخوّت اور ہمدردی ہی نہ ہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقعہ پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاویں۔ ہاں مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اس کا پس خوردہ کھالے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہو جاوے۔ لیکن ہمدردی یہ نہیں بتاتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھ کر اس کی خبرگیری کرو اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ (المائدہ:33) یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔ حقوقِ اخوت کو کبھی نہ چھوڑو وہ لوگ بھی تو گزرے ہیں جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اُسے پانی تک نہ دینے جاوے۔ خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو۔ بعض مُلّاں ایسے ہیں جنہوں نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مُردوں کو غُسل دیا ہے اور انہیں کچھ نہیں ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ وبائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے نِکل جاوے لیکن زورشور ہو تو مت بھاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھ کر پکڑ نہ لے۔ احتیاط تو ہوئی لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ایسا پرہیز اور بُعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کی رُو سے صحیح نہیں ہے۔ ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ میں مضر ثابت ہوئے ہیں۔ یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہوا کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ میں دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اس لئے اسے بھی میں نے بیان کرنا ضروری سمجھا یعنی جس کے واقعہ ہو جاوے اس کے ساتھ بھی اور جو بچے ہوئے ہیں اُن کے ساتھ بھی۔

افسوس ہے میں خود نہیں آ سکا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجھے چکر آ جاتا ہے اور مجھے خبر تک نہیں ہوئی جبتک انہوں نے نہیں لکھا۔ بہرحال باہم ہمدردی ہو اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اُٹھالے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 353-349، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

آج کی دعا

غم سے نجات پانے کی دعائیں

رَبِّ نَجِّنِيْ مِنْ غَمِّيْ

(تذکرہ: صفحہ 79 ایڈیشن چہارم، 2004ء)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے میرے غم سے نجات عطا فرما۔

ھُوشَعْنَا نَعْسَا

(تذکرہ: صفحہ 80 ایڈیشن چہارم، 2004ء)

ترجمہ: (یہ عبرانی زبان کے الفاظ ہیں) اے خدا تعالیٰ! میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی عطا فرما۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غم سے نجات پانے کی دعائیں ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

کاشف احمد

ابابیل

ابابیل اپنا گھونسلہ کنویں میں بناتی ہے۔ اس لیے اس کے پاس اپنے نومولود بچوں کو اڑنے کی تربیت دینے کے لیے کوئی دوسری جگہ نہیں ہوتی۔ بچے اگر گر پڑیں تو اس کا مطلب پانی کی دردناک موت۔اس خطرناک جگہ پر کچی تربیت کا رسک نہیں لیا جاسکتا۔کسی نے کبھی ابابیل کے مرے ہوئے بچوں کو کنویں کے پانی پر تیرتے نہیں دیکھا ہوگا۔کیوں؟اس لیے کہ ابابیل اپنے بچوں کی تربیت انتہائی سخت جانی سے کرتی ہے۔ اگر انڈے سے بچے نکلنے سے پہلے وہ کنویں سے دن بھر میں معمول کی 25 اڑانیں بھرتی تھی تو بچے انڈوں سے نکلنے کے بعد دوگنا زائد اڑانے بھرنے لگتی ہے۔

یوں نر اور مادہ روزانہ دن بھراڑانیں بھر کر اپنے بچوں کو عملی تربیت دیتے ہیں اور ان کا دل و دماغ اس یقین سے بھر دیتے ہیں کہ یہاں سے اڑ کر سیدھا باہر ہی جانا ہے۔

بالکل اس طرح اڑان بھرنا ہے جیسے ہم بھرتے ہیں!

ننھے بچے جن کی پیدائش کنویں میں ہوئی ہے اپنے والدین کی پر مشقت زندگی سے لمحہ لمحہ پرواز کا درس لیتے ہیں۔

جس دن بچہ پہلی اڑان بھرتا ہے وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح گھونسلے سے نکل کر سیدھا منڈیر پہ جا بیٹھتا ہے۔

ہماری اولاد ہمارے یقین کے سرمائے سے اپنا حصہ پاتی ہے۔

اگر ہم خود یقین اور عمل کی سخت کوشی سے تہی داماں ہوں گے تو اپنے بچوں کو کیا دیں گے۔

بچے بڑے لوگوں کی بڑی بڑی باتیں سن کر نہیں بلکہ والدین کے عمل سے سیکھتے ہیں۔

وہ والدین پر جتنا اعتماد کرتے ہیں دنیا کے کسی کتابی ہیرو پر نہیں۔

قابل مبارکباد ہیں وہ والدین جو اپنی اولاد کے لیے آسائشیں نہیں ڈھونڈتے بلکہ انھیں زندگی گزارنے کا درس اپنی مجاھدانہ زندگی سے دیتے ہیں..... کم از کم انکو کبھی اپنے دن کی ساری روٹین ضرور دکھائیں۔اپنے ساتھ اپنے کام پر لے کر جائیں۔پورے دن کی مصروفیت کا انکو بھی شعور دلائیں تاکہ انکو بھی شوق پیدا ہو اور سمجھ سکیں کہ ان کے پاس جو آسائشیں ہیں ان کے لئے کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔

ان کے رجحان اور پسند کے مطابق انکو ہر کتاب، مشین اور ضرورت کی چیزیں، یہاں تک کے لوگوں سے متعارف کروائیں تاکہ وہ ان سے بھی جان سکیں کے دراصل کام کیسے ہوتا ہے۔کبھی ہو سکے تو اپنے کسی دوست یا دیگر روابط کے کاموں سے بھی متعارف کرواتے رہیں اور ملوانے لیجاتے رہیں خاص طور پر ان کاموں سے جن میں بچوں کی دلچسپی ہو۔ کھیل بھی ایسا کھلوائیں،فلمیں مووِیز بھی جو ان کے آئندہ کام اور عملی زندگی میں مد و معاون ہو۔ ان کے دوستوں سے دوستی کریں اور دوستوں کے والدین اور دیگر جاننے والوں سے روابط بڑھائیں۔کتاب سے خود دوستی کریں اور بچوں کو بھی ان کتابوں میں دلچسپی دلوائیں جن میں ان کا رجحان اور شوق موجود ہو۔ بچوں کو محفوظ نہیں مضبوط بنائیں، آسانی اور آسائش ضرور دیں مگر جب وہ خود کو اس کے قابل ظاہر کر دیں تب۔تاکہ ان کو عزت اور اہمیت کمانے کا مطلب سمجھ آ سکے، کوئی بھی آسانی اور آسائش بغیر خود پر ضبط اور محنت کے نہیں ملتی۔بچوں کو اس کی اہمیت کا احساس دلائیں۔ہمیں اپنے دفاع کو مضبوط کرنا ہوتا ہے، خندق یا بیرکوں کو ہی مضبوط نہیں کرنا ہوتا نہ ہی بس ان میں چھپ کر بیٹھنا ہوتا ہے۔

ایک بحری جہاز بندرگاہ پر واقعی بہت محفوظ رہتا ہے مگر کیا وہ اسی لئے بنا ہے؟

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل علمی وعملی اصلاح کا ذریعہ

- مکرمہ نورالنساء تحریر کرتی ہیں:

کچھ ماہ پہلے خدا نے محض اپنے فضل سے الفضل آن لائن پڑھنے کی توفیق دی۔اور پھر کوئی دن نہیں گزرتا کہ یہ مبارک اخبار جو رحمتوں برکتوں کا ایک علمی خزانہ ہے نہ پڑھا ہو۔الحمد للہ۔اللہ کا احسان ہے کہ اس طرح اس کے فضلوں کے نظارے دیکھنے کو مل رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ الفضل کو مزید کامیابی اور ترقیات سے نوازے آمین۔میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ بیان کرسکوں کہ اس بابرکت اخبار کے مطالعہ سے خدا کس طرح میری علمی اور عملی اصلاح فرمارہا ہے۔ہرمضمون،عنوان بہترین اور ایمان میں اضافے کا باعث ہے۔خاکسار اپنے بزرگ والد کو بھی الفضل کا پہلا صفحہ سناتی ہے۔اور گھر والوں کو بھی پڑھ کر سنانے کی کوشش کرتی ہے۔اللہ پاک تمام معزز لکھنے والوں کی خدمت کا بہترین اجر دنیا و آخرت میں عطا فرمائے۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بے شک یہ سب عظیم خلافت کی برکات ہیں۔دعا ہے کہ جلد حالات بہتر ہوں اور خدا تمام پابندیاں دور کرنے کے سامان کرے۔جلد وہ دن لائے کہ جماعت کا غلبہ ہو،امن اور سلامتی کی فضا قائم ہو،پھر سے مرکز احمدیت کی رونقیں بحال ہوں کیونکہ بے شک ’’ربوہ ربوہ ای اے‘‘۔پیارے محبوب آقا کی دعاؤں کے ہم وارث بنتے چلے جائیں۔خدا تعالیٰ آسانیاں پیدا کرے اور دشمن کے شر سے ہم تمام احمدیوں کو محفوظ رکھے اور تمام اسیران راہ مولا کی جلد باعزت بریت کے سامان کرے۔سب کو اپنے فضل سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔آمین اللّٰھم آمین۔خدا کا بے حد فضل واحسان ہے کہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور الفضل کے مطالعہ سے خدا نے مجھ حقیر ناچیز کے علم میں وسعت عطا فرمائی ہے۔علمی شعور میں اضافہ فرمایا ہے۔

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 18 دسمبر 2021ء بعد نماز ظہر وعصر، مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتے تمام فریقوں کے لئے مبارک کرے۔ ادارہ الفضل کی طرف سے تمام فریق مبارکباد قبول فرمائیں۔

* عزیزہ خلت محمود (واقفہ نو) بنت مکرم سید محمود احمد صاحب (ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ)
ہمراہ عزیزم مرزا محمد احمد مبشر (واقفِ نو۔ متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ) ابن مکرم مرزا توفیق احمد صاحب (ربوہ)

* عزیزہ سیدہ بارعہ قاسم بنت مکرم سید قاسم احمد صاحب (ربوہ)
ہمراہ عزیزم سید اواب ظہور الحسن (واقفِ نو) ابن مکرم سید ریاض الحسن صاحب (راولپنڈی۔ پاکستان)

* عزیزہ ماہم منیر (واقفۂ نو) بنت مکرم منیر احمد خان صاحب (قادیان)
ہمراہ عزیزم مرزا فراز احمد طاہر (مربی سلسلہ۔ نائیجر) ابن مکرم اکبر احمد طاہر صاحب (مربی سلسلہ۔ برکینا فاسو)

* عزیزہ عروسہ نور (واقفۂ نو) بنت مکرم نور السلام صاحب (کراچی۔ پاکستان)
ہمراہ عزیزم مبارز عتیق (مربی سلسلہ۔ بہاولپور، پاکستان) ابن مکرم محمد عتیق صاحب (کراچی۔ پاکستان)

* عزیزہ مشعال شکیل رانا (واقفۂ نو) بنت مکرم رانا شکیل انجم صاحب (برمنگھم۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم منیب الرحمان (مربی سلسلہ۔ فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم محمد مجیب الرحمان صاحب

* عزیزہ عزیزہ راحت بنت مکرم محمد عبدالعزیز کاشف (کراچی۔ پاکستان)
ہمراہ عزیزم ولید احمد خان (مربی سلسلہ۔ اصلاح و ارشاد مقامی ربوہ) ابن مکرم محمد عبدالوحید خان صاحب (بہاولپور۔ پاکستان)

* عزیزہ وجیہا نایاب بنت مکرم شکیل احمد صاحب (برمنگھم۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم فرید احمد (مربی سلسلہ۔ فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب

* عزیزہ میمونہ اریج (واقفۂ نو) بنت مکرم وسیم احمد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم عدیل احمد (واقفِ نو۔ فرانس) ابن مکرم باسط احمد صاحب (مربی سلسلہ۔ آئیوری کوسٹ)

* عزیزہ رداء احمد بنت مکرم فیض احمد زاہد صاحب (مربی سلسلہ۔ کیٹ فرڈ، یوکے)
ہمراہ عزیزم کاشف شفیق (واقفِ نو) ابن مکرم شفیق الرحمان صاحب (ربوہ)

* عزیزہ ناعمہ خلود چوہدری بنت مکرم چوہدری ظہور الٰہی صاحب (فرانس)
ہمراہ عزیزم شکیل احمد (واقفِ نو۔ فرانس) ابن مکرم باسط احمد صاحب (مربی سلسلہ۔ آئیوری کوسٹ)

* عزیزہ مشعل کھوکھر بنت مکرم مجید کھوکھر صاحب (ناروے)
ہمراہ عزیزم غدیر احمد (کارکن شعبہ مخزنِ تصاویر لندن) ابن مکرم دبیر احمد صاحب

* عزیزہ درشہوار رفیع الدین بنت مکرم محمد رفیع الدین صاحب (ریجنل امیر ہارٹفرڈ شر۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم ثاقب احمد ابن مکرم میاں عامر احمد صاحب (کرالی۔ یوکے)

* عزیزہ خلت احمد (واقفۂ نو) بنت مکرم محمود احمد صاحب (لندن۔ یوکے)
ہمراہ عزیزم میاں سعد احمد ابن مکرم میاں محمود احمد صاحب (سویڈن)

* عزیزہ زوبیہ فضل بنت مکرم فضل احمد صاحب (ربوہ)
ہمراہ عزیزم طلحہ رفیق (واقفِ نو) ابن مکرم رفیق احمد صاحب (ملائیشیا)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ 23 سال کے عرصہ پر پھیل کر قرآن کریم کا اترنا قرآن کریم کی سچائی کی بھی دلیل ہے اور آنحضرت ﷺ کی سچائی کی بھی دلیل ہے کہ ایسے ایسے سخت حالات آئے، سخت جنگیں ہوئیں یہاں تک کہ خود آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ کو بھی نقصان پہنچایا یا پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ ایک یہودیہ نے زہر دینے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فوراً بتا دیا اور آپؐ نے منہ سے لقمہ نکال دیا اور زہر کا اثر نہیں ہوا لیکن بہرحال اس کی تکلیف آپؐ کو آخر تک رہی۔ پھر جنگ اُحد میں آپؐ کو بڑے گہرے زخم آئے۔ جنگوں میں آپؐ کو بڑی تکالیف پہنچیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب تک قرآن کریم کو مکمل طور پر نازل نہیں کر دیا دین کامل ہونے اور نعمت تمام ہونے کا اعلان نہیں فرما دیا آپؐ کی ذات پر کوئی حملہ جان لیوا ثابت نہ ہوسکا۔ آپؐ کی وفات طبعی طور پر ہوئی۔ پس یہ آیات کا ٹکڑوں میں اترنا بھی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی قبولیت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم رسول پر ایک عظیم تعلیم کے اترنے کا بھی نشان ہے اور یہی اس تعلیم کی خوبصورتی بھی ہے۔ اس کے ٹکڑوں میں اترنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس وقت کا انسان ابھی اس قابل نہیں تھا کہ ایک دم میں اس تعلیم کو سمجھ سکتا بلکہ بہت سی باتیں بعض صحابہؓ کو بھی سمجھ نہیں آتی تھیں۔ لیکن دوسرے نشانات اور معجزات دیکھ چکے تھے اس لئے ایمان کامل تھا۔ یا ان کی سمجھ اتنی تھی جتنا ان کا علم اس زمانے میں تھا۔ بعض زیادہ پڑھے لکھے نہیں بھی تھے لیکن ان کا ایمان کامل تھا ان نشانات کو دیکھ چکے تھے۔

(خطبہ جمعہ 21 دسمبر 2007ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

درود شریف کی برکات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رؤیا میں ایک بزرگ جو پردہ میں ہیں مجھے فرماتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ صاحب نے جو یہ حکم دیا ہے کہ یکم محرم سے پورا ایک سال سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بڑی عمر کے دو صد دفعہ روزانہ پڑھیں۔ پندرہ سے پچیس سال تک کی عمر کے نوجوان ایک صد دفعہ روزانہ اور بچے کم و بیش پڑھیں۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ بزرگ ہی جواباً مجھے فرماتے ہیں اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ساری جماعت ایک قلعہ میں محفوظ ہو جائے گی. اتنا سوراخ بھی نہ رہے گا کہ جہاں سے شیطان کسی فرد کو بھی گمراہ نہ کرنے پائے گا. قلعہ کی شکل جو مجھے دکھائی گئی وہ آہنی تھی ۔ ضرورت پر دروازہ کھولا جا سکتا تھا اور دیوار زمین سے آسمان تک دکھائی گئی۔

(رپورٹ مجلس مشاورت سال 1968ء)

سانحہ ارتحال

- مکرمہ فائقہ بُشریٰ یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتی ہیں:

خاکسار کی والدہ مکرمہ امتہ المتین بنت مکرم چوہدری شریف احمد (آف کھاریاں) مؤرخہ 15 دسمبر 2021ء بقضائے الٰہی اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور ایک نیک نافع الناس وجود تھیں۔

پیارے حضور انور کی خدمت میں اور قارئین الفضل آن لائن سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ امی جان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے گھروں میں آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر جمیل عطا فرمائے اور والدہ صاحبہ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ الفضل کی جانب سے تعزیت قبول کریں۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اختلاف رائے

آج اختلاف، عام بات ہوگئی ہے۔ بات بات میں اختلاف، کوئی حکومت ہو، کوئی ادارہ ہو، کوئی تنظیم ہو، تحریک ہو، جماعت ہو، مسجد ہو، مدرسہ ہو، گھر ہو ہر جگہ دل ٹوٹے ہوئے کینہ و کدورت سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو لوگ ذمہ داری پر فائز ہیں، عہدیدار ہیں، سرپرست ہیں ان میں اختلاف برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں اور جو لوگ ان کے ماتحت ہیں ان میں اختلاف کرنے کا سلیقہ نہیں۔

پس ہم سب کو اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے اللہ کی خوشنودی کی خاطر اختلاف کرنا چاہئے۔ اور معاشرہ میں صلح صفائی کے لئے اختلاف نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

مرسلہ: محمد عمر تماپوری، انڈیا

28 دسمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:35	17:47
مدینہ منورہ	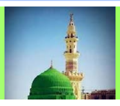	05:41	17:42
قادیان		06:00	17:33
ربوہ		05:40	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:38	16:02